وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

أَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

الاقوال المرضیّہ

فی

اثبات سماع سیّد البریّہ

مؤلف:
حضرت مولانا رشید احمد صاحب مدظلہ
بانی جامعہ عربیہ فاروقیہ شجاع آباد

سلسلہ اشاعت ۲

از مدرسہ عربیہ فاروقیہ شجاع آباد

بمشورہ بانی اقامۃ التوحید والسنۃ شجاع آباد

الاقوال المرضیہ فی اثبات سماع سید البریہ

مؤلفہ

رشید احمد خادم مدرسہ عربیہ فاروقیہ شجاع آباد

شائع کردہ

برادران معاویہ و زبیر شجاع آباد

ملنے کا پتہ:۔ مدرسہ عربیہ جامعہ فاروقیہ شجاع آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفے چند)

حضرت مولانا رشید احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ

پیدائش: ۱۹۳۳ء ...... وفات: ۱۴؍اکتوبر ۱۹۹۹ء

آپ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فارغ التحصیل اور شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید تھے۔ ۱۹۵۸ء میں فراغت کے بعد مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے۔ پھر شجاع آباد میں جامعہ فاروقیہ قائم کیا جو آج ملک کے بڑے مدارس میں شمار ہوتا ہے۔ آپ نے ۱۹۸۲ء میں ''الاقوال المرضیہ فی اثبات سماع سید البریہ'' نامی رسالہ تحریر فرمایا جسے اس مجموعہ میں ہم شریک اشاعت کررہے ہیں۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باسمہ سبحانہ

مکرم برادرم مولوی رشید صاحب سلمہ

سلام مسنون، مکتوب ملا۔ مسئلہ سماع اور حیات النبی ﷺ میں میرا مسلک وہی ہے جو اکابرین علمائے دیوبند کا ہے۔ حضور انور ﷺ کا سماع عند القبر میں آج تک کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ میں بھی قائل ہوں۔ میرے نام سے یہ جعلی دستخط شائع کیا گیا۔ واللہ میں اس سے بری ہوں۔ والسلام

محمد عبدالشکور دین پوری صدر مجلس تحفظ حقوق اہل السنت رجب ۱۴۰۲ھ

مولانا اللہ بخش صاحب فاضل دیوبند

کتاب ہذا کے اکثر حوالہ جات مؤلف مکرم کے ذریعہ سنے۔ سماع انبیاء علیہم السلام اور سماع عامۃ المسلمین کے بارے میں جو اپنی سخت محنت اور کاوش سے تحقیق فرمائی۔ ہمارا عین ایمان ہے۔ امید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ عوام الناس کے لیے اس عقیدہ میں ہدایت کا باعث ہوگا۔ اللہ بخش فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد قاسمیہ جلہ آرائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سماع لازم دائم یعنی ہر وقت ہر جگہ سے ہر بات ہر کسی کی سننا یہ خصائص الوہیت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے مخلوق میں سے کسی کے لیے یہ صفت ثابت کی جائے تو یہ شرک ہے۔ وہ مخلوق جاندار ہو یا بے جان انسان ہو یا جن فرشتہ زندہ ہو یا مردہ، مسلم ہو یا کافر، کسی کے متعلق بھی مذکورہ بالا سماع کا عقیدہ رکھا جائے۔ اس کو شریک ٹھہرالیا گیا۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔ ''لاریب فیہ''

برس ہا برس سے اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت میں غور فکر کی توفیق دی ہے۔ چونتیس سالہ تعلیم وتعلم کی مدت میں مجھے کسی آیت میں یا روایت میں اللہ تعالیٰ کی صفات میں سماع عند القبر یا سماع فی الجملہ کی صفت خاصہ نہیں ملی۔ اس لیے یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اس کا اثبات غیر اللہ کے لیے شرک کیسے ہوگیا۔

حیرت کی بات ہے کہ ایک طرف تو کہا جا رہا ہے کہ مشرکین کے معبود دبے جان پتھر نہیں تھے۔ بلکہ انبیاء تھے، اولیاء تھے، ملائکہ اور جنات تھے۔ (مشرکین مکہ کی حد تک ان کے معبودوں کی فہرست میں انبیاء کو شمار کرنا غور طلب ہے۔ آیات قرآن سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبوت اور بشریت میں منافات کے قائل تھے۔ کسی بشر کو نبی ماننا ان کے فہم سے بعید تھا) دوسری طرف یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ قریب سے سننے کا عقیدہ بھی شرک ہے۔ کیا واقعی فرشتے اور جنات مردہ تھے۔ جن کو وہ پکارتے تھے اور قریب ہونے کے باوجود بھی وہ نہیں سن سکتے تھے۔ اصلی بات یہی ہے دور سے پکارتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ جس کو پکارتے تھے۔ اس کی بے جان تصویر سامنے رکھ لیتے تھے۔ یہ مشرکانہ عقیدہ اور عمل ہے۔

باقی رہا مدفون فی القبر کو قبر کے قریب جا کر سلام کرنا یا اس سے کوئی بات کرنا یہ سماع اسلاف میں مختلف فیہ ہے۔ اس کا اختلافی ہونا دلالت کرتا ہے کہ یہ مسئلہ ضروریات دین اور قطعیات میں سے نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو کفر وایمان کا معیار نہیں قرار دیا جاسکتا۔ دونوں طرف دلائل ہیں۔ دونوں طرف علماء کے اقوال ہیں۔

میدان بدر میں سرور کائنات ﷺ نے اموات کو خطاب کر کے کچھ باتیں کیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ''ماتکلم اجساد الا ارواح فیہا'' اور آج کے منکر بھی یہی تو کہتے ہیں اس سے زائد کوئی بات نہیں۔ یعنی جن بدنوں میں روح نہیں ان سے باتیں کرنے کا کیا فائدہ۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سعادت مند تھے۔ حضور ﷺ قسم نہ بھی کھاتے تو وہ یقیناً آپ کے فرمان کو قبول فرماتے۔ حضور ﷺ کی قسم کے بعد بھی انکار کرتے چلے جانا کیسے ممکن تھا۔

رئیس الموحدین مولانا حسین علی صاحب خواجہ محمد عثمان صاحب قدس سرہ کے مرید ہیں اور خواجہ صاحب صاحبزادہ اور جانشین خواجہ سراج الدین صاحب قدس سرہ سے آپ کو خلافت ہے۔ خواجہ محمد عثمان کے حالات کشف وکرامات خواجہ سراج الدین صاحب نے جمع کروائے جو فوائد عثمانیہ کے نام سے فارسی میں شائع ہوئے۔ تصدیق وتصحیح مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ نے کی اور آخری ورق پر اپنے دستخط ثبت کئے۔ جابجا حاشیہ بھی چڑھایا۔ ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

''ایک دفعہ میاں غوث علی اور مولوی محمد عیسیٰ صاحبزادوں کے لیے پھل لے کر موسیٰ زئی حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ نے اپنے صاحبزادہ محمد بہاؤالدین اور محمد سیف الدین سے کہا کہ یہ حضرات آپ کے لیے میوہ لائے ہیں۔ پس شمارا نیز باید کہ بر مزار پرانوار حضرت پیر مرشد دعا بارش باراں بکنید پس ہر دو صاحبزادگان حسب الارشاد بر مزار شریف رفتہ دعا خواستند پس آمدہ پیش حضرت قبلہ نشستند۔ حضرت قبلہ بصاحبزادگان مخاطب شدہ فرمودند ز مزار شریف چہ آگاہی شد یعنی حضرت چہ می فرمائید۔ صاحبزادوں نے وہی جواب دیا جو آج کل کے منکر سماع کہتے ہیں۔ بابا حضرت مردہ اند ہیچ جواب نہ دہندہ۔ حضرت نے جوش میں آکر فرمایا کہ واپس جاؤ سنو حضرت کیا جواب دیتے ہیں۔

پس آپ کو بھی چاہیے۔ کہ حضرت پیر ومرشد، خواجہ دوست محمد صاحب قندھاری کے مزار پرانوار پر ان کے لیے بارش کی دعا کریں۔ حسب الارشاد دونوں صاحبزادے مزار پر گئے اور دعا چاہی پھر آکر حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے صاحبزادوں سے پوچھا کہ قبر شریف سے کیا اطلاع ملی۔ صاحبزادوں نے کہا بابا حضرت مرے ہوئے ہیں کوئی جواب نہیں دیتے۔ صاحبزادوں نے کچھ دیر کے بعد آکر عرض کیا۔ کہ حضرت فرماتے ہیں کہ بارش بہت ہو جائے گی۔ (فوائد عثمانیہ ص ۷۱۲ طبع دوم)

سید عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی اور مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ دونوں علم حدیث میں علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری کے شاگرد ہیں شاہ صاحب کشمیری فرماتے ہیں۔ (رئیس المدرسین دار العلوم دیوبند)

"وفی رسالۃ غیر مطبوعۃ لعلی القاری ان احدا من المتالم یذھب الی انکارھا و انما استنبطوھا من مسالۃ فی باب الایمان۔" ائمہ احناف ملا علی قاری کے غیر مطبوعہ رسالہ میں ہے کہ ہمارے ائمہ میں سے کوئی بھی سماع کے انکار کی طرف نہیں گیا۔

اقول: "والاحادیث فی سمع الاموات قد بلغت مبلغ التواتر وفی حدیث صححہ ابو عمرو ان احدا اذا سلم علی المیت فانہ یرد علیہ ویعرفہ ان کان یعرفہ فی الدنیا (بالمعنی) واخرجہ ابن کثیر ایضا وتردد فیہ فالانکار فی غیر محلہ سیما اذا لم ینقل" (فیض الباری ج ۲ ص ۴۶۷)

میں کہتا ہوں کہ اموات کے سماع میں احادیث تواتر کو پہنچ گئی ہیں ایک حدیث جس کو ابو عمرو نے صحیح قرار دیا کا مضمون یہ ہے کہ کوئی شخص میت کو سلام کرتا ہے تو مردہ اس کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اگر دنیا میں پہچانتا ہو تو اس کو پہچانتا بھی ہے۔ ابن کثیر نے بھی یہ روایت نقل کی اور اس میں تردد ظاہر کیا ہے۔

ان اخلاف کی نسبت اسلاف کی طرف واضح کرنے کے لیے یہی دو حوالہ کافی ہیں۔

برادرم مکرم مولانا رشید احمد صاحب نے اپنے اکابر کا مسلک واضح کرنے کے لیے قابل قدر نقول جمع کیے ہیں۔ جو طالب ہدایت کے لیے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا خیر دے اور علماء دیوبند کی طرف نسبت رکھنے والوں کے اپنے اسلاف کے مسلک کو سمجھنے کی توفیق دے۔

میرا عقیدہ یہ ہے کہ سماع لازم دائم شرک ہے۔ سماع انبیاء علیہم السلام عند القبور کا قائل ہوں اور عام اموات کے سماع عند القبور کو مختلف فیہ سمجھتا ہوں۔ قائل مشرک نہیں منکر کافر نہیں۔ "اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ"

جاوید حسین عفا اللہ عنہ، عبد المجید، حبیب احمد غفرلہ

خادم دار الافتاء باب العلوم کہروڑپکا، ۲۷ رجب ۱۴۰۲ھ، مدرس جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات انبیاء علیہم السلام کا پاک قبروں میں حیات کا مسئلہ جمہور علماء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی پاک قبروں میں زندہ ہیں۔ وہ عبادت میں مشغول ہیں اور قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کے صلوٰۃ وسلام بھی سنتے ہیں۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے المہند علی المفند میں حضرات علماء حرمین شریفین، مصر و شام دیوبند وغیرہ کے اجماعی عقیدہ حیات انبیاء فی القبور کو واضح الفاظ میں تحریر فرمایا ہے۔

اب جو شخص حیات انبیاء علیہم السلام فی القبور کو نہیں تسلیم کرتا۔ علماء اہل سنت دیوبند سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

والسلام

دعا گو: محمد عبد الستار تونسوی عفی عنہ

۲۸ ررجب المرجب ۱۴۰۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات علماء اہلسنت والجماعت دیوبندی حنفی کے یہاں حیات الانبیاء علیہم السلام اور سماع سید الانام ﷺ جیسے مسائل بالکل طے شدہ ہیں اور المہند علی المفند نامی رسالہ جو حضرت فخر المحدثین مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی قدس سرہ کے قلم سے ہے اور تمام اکابر داعیان برصغیر نیز مصر و شام اور علماء حرمین نے اس پر تصدیقی دستخط کئے۔ اس کی موجودگی پر اس طائفہ منصورہ سے اپنی نسبت کا اظہار کرنے والے کسی بھی دوست کے لیے زیبا نہیں۔ افسوس کہ بعض حضرات خواہی نخواہی ان مسائل کو چھیڑ کر جگ ہنسائی کا سامان فراہم کرنے اور جماعتی صفوں میں انتشار کا باعث بنتے ہیں۔ جب ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو اہل حق کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ حقائق سے دنیا کو مطلع کریں۔ اس قسم کی سنجیدہ کوششوں میں برادر دینی مولانا رشید احمد صاحب مہتمم مدرسہ فاروقیہ شجاع آباد کا یہ رسالہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ رسالہ خیر و بہتر کا ذریعہ ہوگا اور اصلاح بین الناس کا سبب۔

والسلام

احقر عبید اللہ انور

باسمہ سبحانہ

’’منجانب ابی الزاھد الی محترم المقام حضرت العلام مولانا رشید احمد صاحب دام مجدھم وعلیکم وعلی من لدیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘‘

مزاج سامی! آپ کا گرامی نامہ مع قرار داد اشاعۃ التوحید والسنہ دراجلاس ملتان منعقد ۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ کی دستخط شدہ فوٹو سٹیٹ کاپی موصول ہوا۔ پڑھ کر انتہائی حیرت اور سخت افسوس ہوا۔ کیونکہ اس پر راقم اثیم کا دستخط بھی درج ہے۔ بایں عنوان احقر ابوالزاہد محمد سرفراز گکھڑ ضلع گوجرانوالہ۔ جو اس روشن زمانہ میں دجل تلبیس اور جعل سازی کی بدترین مثال ہے۔ نہ تو راقم آثیم وہاں موجود تھا اور نہ کسی ایسی تحریر پر راقم اثیم نے دستخط کئے ہیں۔ جس جماعت کے بعض افراد ہند و پاک کے اکابر کے مصنوعی فتوے ان کے دستخط سے شائع کر سکتے ہیں۔ ان سے راقم اثیم جیسے طالب علموں سے یہ کھیل مستبعد نہیں ہے۔ بہر حال راقم اثیم بلا خوف وتردید لومۃ لائم اس کی پرزور تردید کرتا ہے۔ راقم اثیم کا نظریہ بالکل عیاں ہے۔ جو تسکین الصدور اور سماع الموتی میں با دلائل مذکور ہے۔ کہ عام مردوں کے عند القبور سماع کا مسئلہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر تا ہنوز اختلافی چلا آرہا ہے۔ لیکن جمہور امت اور علماء دیوبند کی اکثریت سماع کی قائل ہے۔ گو بعض حضرات منکر بھی ہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کے عند القبور سماع کا ۱۳۷۴ھ تک کوئی منکر نہیں رہا اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا فتویٰ رشیدیہ میں یہ ارشاد کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں (محصلہ) اپنی جگہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ بہر حال راقم اثیم حیران ہے کہ اس قرار داد پر راقم اثیم کا دستخط کس دجل سے ثبت کیا گیا ہے؟ آپ کو اجازت ہے کہ یہ تحریر بلا نقص وزیادت اگر آپ کسی اخبار ورسالہ یا اشتہار میں طبع کرانا چاہتے ہیں تو طبع کرا سکتے ہیں۔ نیک دعاؤں میں نہ بھولیں۔ بفضلہ تعالیٰ

راقم اثیم بھی دعا جو ہونے کے ساتھ دعا گو بھی ہے اور حاضرین محلہ سے سلام مسنون ارشاد فرمائیں اور عزیزوں کو دعوت۔ والسلام!
احقر الناس ابوالزاہد محمد سرفراز، خطیب جامع مسجد گکھڑ
صدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۶/ جمادی الاوّل ۱۴۰۶ھ/ ۳/ مارچ ۱۹۸۲ء

استاذ العلماء مولانا سلیم اللہ خان (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سماع موتی کے مسئلہ میں احقر کا عقیدہ وہی ہے جو عقائد علماء دیوبند میں درج ہے۔ اس قسم کے مسائل کو موضوع بحث بنا کر جس شد و مد کے ساتھ عوام میں پیش کیا جاتا ہے اور اکابر علماء کے مسلک حق سے انحراف کی دعوت دی جاتی ہے۔ یہ دین کی کوئی خدمت تو کیا ہوتی۔ الٹی نفاق و شقاق کی بدترین شکل ہے۔

سماع موتی کا مسئلہ تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مختلف فیہ رہا ہے۔ بعد میں بھی اہل علم میں اس مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر بات اسی حد تک ہوتی اور اس کو تفریق و تفتیش کا ذریعہ نہ بنایا جاتا تو چنداں شکایت نہ ہوتی۔ اگرچہ اہل حق کی اکثریت سماع ہی کی قائل ہے۔ لیکن افسوس کی انتہا نہیں رہتی جب حضور اکرم ﷺ کی ذات سے عدم سماع کو منسوب کیا جاتا ہے اور انتہائی نازیبا انداز میں پھر اس کی تشریح و تفصیل کی جاتی ہے۔ حالانکہ حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے سماع کے بارے میں کوئی اختلاف ہی سلف میں موجود نہیں ہے۔ بالاتفاق حضرات انبیاء علیہم السلام کے سماع کو قبول کیا گیا ہے۔ تو پھر اس کی بنیاد پر ہنگامہ آرائی کرنا یہ کس طرح درست قرار دیا جا سکتا ہے اور کس طرح ایسے لوگ دین کی خدمت کے لیے مخلص قرار پا سکتے ہیں۔

جوابی کارروائی میں بھی بعض غیر ذمہ دار حضرات جس لب و لہجہ کے عادی ہو چکے ہیں اس سے فائدہ کی بجائے نقصان رونما ہو رہا ہے۔ حق کی تبلیغ و اشاعت بے شک علماء حقانی کا فریضہ ہے۔ لیکن التی ھی احسن کا نظر انداز کرنا مفید نہیں ہو سکتا۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب شجاع آبادی کی یہ کوشش و محنت مبارک ہے جس میں سلیقہ و قرینہ کا پہلو ملحوظ رکھ کر حق کی اشاعت کا فریضہ ادا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مقبول اور نافع فرمائے آمین!

سلیم اللہ خان، جامعہ فاروقیہ کراچی ۶/ ۷/ ۱۴۰۲ھ

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ وہی مسلک اکابر ہے اور وہی مسلک اعتدال ہے اس کی مکمل تائید کرتا ہوں۔ محمد عبدالمجید
خادم الحدیث جامعہ قاسمیہ چوک منڈا ضلع مظفر گڑھ، ۶ رجب ۱۴۰۲ھ

یادگار اسلاف حضرت درخواستی رحمہ اللہ

ہمارے مشائخ کا عقیدہ آنحضرت ﷺ اپنی مزار مبارک میں زندہ ہیں آپ کی مزار اقدس پر پہنچ کر جو ادب سے صلوۃ وسلام عرض کرتا ہے۔ آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور دور والوں کا صلوۃ وسلام فرشتوں کے ذریعے بھیجا جاتا ہے۔ دیر نہیں ہوتی۔ مولوی رشید احمد نے اکابرین کے اقوال جمع کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے۔ آمین!

فقیر تصدیق کرتا ہے۔ حضرات اکابر سب کا حق کہ شیخ گنگوہی رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد رشید شیخ الطریقت مولانا حسین علی صاحب کا فرمان ہے۔ "لا اختلاف فی سماع النبی سیدنا محمد ﷺ و حیاته هو حی فی قبره الذی یصلی عند قبره المبارک یسمع ویجیب والذی یصلی نائیا تبلغ الملائکة فی الفور۔" محمد عبداللہ درخواستی

مسلک بزرگوں کا بالکل درست ہے۔ ہمارے مشائخ نقشبندیہ کا بھی عقیدہ رہا ہے اور اسی پر قائم رہنے کی ہدایت فرماتے رہے ہیں۔ مسکین بھی تائید کرتا ہے۔ مسکین کلیم حنفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال، قال رسول الله ﷺ ما من احد يسلّم عليّ الا ردّ الله عليّ روحی حتی اردّ السلام" سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی مجھ پر سلام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور میری روح کو اس طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد ج۱)

تشریح: جو لوگ خود حاضر ہو کر آپ ﷺ پر درود وسلام پیش کرتے ہیں۔ وہ تو آپ ﷺ بنفس نفیس خود سنتے ہیں اور جو دور سے درود وسلام پڑھتے ہیں۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرشتے معین فرما دیئے ہیں۔ وہ اس کو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔ یہی طریقہ دنیا میں ہے۔ اپنی موجودگی میں سلام کی سنت آپ ﷺ خود ادا کرتے ہیں اور غائب ہو کر کسی دوسرے شخص کی معرفت اپنا سلام بھیجتے ہیں۔ چونکہ وفات کے بعد یہ طریقہ قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے اس خدمت کے لیے ملائکۃ اللہ مقرر فرما دیئے ہیں۔ جو اس خدمت کو انجام دیتے ہیں۔ اگر انبیاء علیہم السلام میں آثار حیات نہیں۔ تو پھر یہ کس لیے ہوتا ہے۔ اگر یہاں حضور وغیبت کا فرق نہیں تو پھر فرشتوں کا تقرر کس لیے ہے۔ اس لیے نہ یہ صحیح ہے۔ کہ ان کی حیات کو عام لوگوں کی حیات کے برابر سمجھا جائے۔ نہ اس کو بڑھاتے بڑھاتے اتنے مبالغے کی ضرورت ہے۔ کہ عیاذاً باللہ حاضر وناظر کی صفت ان کے لیے ثابت کر دی جائے۔ دین میں افراط وتفریط کی گنجائش کہیں نہیں ہے۔ اعتدال کا راستہ یہی صراط مستقیم ہے۔ فافہموا! (ترجمان السنہ ج ۳ ص ۳۰۲)

حدیث کا فہم مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ

اس حدیث کا خاص پیغام یہ ہے کہ جو امتی بھی اخلاص قلب سے آپ ﷺ پر سلام بھیجتا ہے۔ آپ ﷺ عادی اور سرسری طور پر صرف زبان سے نہیں بلکہ روح اور قلب سے متوجہ ہو کر اس کے سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔ (معارف الحدیث ج ۵ ص ۳۷۹)

مقام حدیث محدثین کی نظر میں

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔" رواہ ابو داؤد بسند صحیح واعتمد علیہ جماعۃ قال السبکی وھو اعتماد صحیح "امام ابوداؤد نے صحیح سند سے روایت کی ہے۔علامہ سبکی رحمہ اللہ نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے اور یہ اعتماد صحیح ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۳۳۴)

نوٹ: مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے نزدیک جب یہ حدیث صحیح ہے۔ تو آں حضرت ﷺ کا سلام کا سماع اور جواب سلام بھی ثابت ہے۔ حافظ ابن الحجر اور مولانا شبیر احمد عثمانی، سید انور شاہ (رحمہم اللہ) ہر تینوں محدثین نے فرمایا ہے۔" رواتہ ثقات "اس حدیث کے سب راوی قابل اعتماد ہیں۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۴۹۷ ، فتح الملہم ج ۱ ص ۲۲۲ ، عقیدۃ الاسلام ص ۵۲)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حدیث قابل اعتماد ہے۔

" والامام احمد اعلم الناس فی زمانہ لما سئل عن ذالک لم یکن عندہ ما یعتمد علیہ فی ذالک من الاحادیث الا حدیث ما من رجل "امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے زمانے کا بڑا عالم تھا جب ان سے سوال کیا گیا۔ کہ آنحضرت ﷺ سلام سنتے ہیں؟ تو انہوں نے اسی حدیث پر اعتماد کرتے ہوئے جواب میں یہی حدیث پیش کر دی، کہ سنتے ہیں۔ (فتویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ج ۲۷ ص ۲۲۶)

روضہ اقدس پر جو سلام عرض کرے میں ﷺ خود سنتا ہوں

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلّی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلّی علیّ نائیا بلغتہ، رواہ ابن حبان والبیھقی "سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص میری قبر کے پاس آ کر مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ اسے تو میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود بھیجتا ہے اسے فرشتے میرے پاس پہنچا دیتے ہیں۔ (جلاء الافہام ص ۱۹ ، القول البدیع ص ۱۵۴)

مسلک و تشریح، از مولانا بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ

یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتی۔ وہ جس طرح اپنی بعض حیات کے احکام میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض وفات کے احکام میں بھی ممتاز ہوتے ہیں۔ ان کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ ان کی ازواج مطہرات سے نکاح حرام ہوتا ہے۔ البتہ قریب و بعید باتوں کے سننے اور جاننے کا جو آئین ان کی زندگی میں تھا۔ وہی آئین ان کی وفات کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔ یعنی جس طرح اپنی حیات میں وہ قریب کی بات خود سنا کرتے تھے۔ اسی طرح وفات کے بعد قریب کی درود شریف بنفس نفیس خود ہی سنتے ہیں اور جس طرح پہلے دور کی باتوں کا علم ان کو کسی قاصد یا خطوط کی معرفت ہوا کرتا تھا اسی طرح درود شریف کے حق میں بھی وہی نظم و نسق قائم رہتا ہے۔ بقیہ معاملات کا نظم کس طرح ہے؟ اس کا ذکر اس حدیث شریف میں نہیں ہے۔ پس جس نے یہ دعویٰ کیا کہ حیات یا وفات میں ہمہ وقت رسول ﷺ کو ہر ہر جزئی و کلی کا علم ہوتا ہے۔ یہ بھی بے دلیل دعویٰ ہے اور جس نے رسول ﷺ کے متعلق عام انسانوں جیسا عقیدہ رکھا۔ وہ بھی مقام رسالت سے قطعاً ناآشنا و نابلد ہے۔ (ترجمان السنۃ ج ۲ ص ۴۳۶)

مسلک و تشریح حدیث از مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

فرشتوں کے ذریعے آپ ﷺ کو صرف وہی درود وسلام پہنچتا ہے۔ جو کوئی دور سے بھیجے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جن کو قبر مبارک کے پاس پہنچا دے اور وہ وہاں حاضر ہو کر صلوۃ وسلام عرض کریں۔ تو آپ ﷺ اس کو بنفس نفیس سنتے ہیں۔ جیسا کہ ابھی معلوم ہو چکا ہے ہر ایک کا جواب بھی عنایت فرماتے ہیں۔

کتنے خوش نصیب ہیں۔ وہ بندے جو روزانہ سینکڑوں یا ہزاروں بار صلوۃ وسلام عرض کرتے ہیں اور آپ ﷺ کا جواب پاتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ اگر ساری عمر کے صلوۃ وسلام کا ایک ہی دفعہ جواب مل جائے تو جن کو محبت کا کوئی ذرہ نصیب ہے۔ ان کے لیے وہ ہی دو جہاں کی دولت سے زیادہ ہے۔

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو

(معارف الحدیث ج ۵ ص ۳۸۰)

مقام حدیث، ماہرین فن حدیث کی نظر میں

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ عسقلانی فرماتے ہیں۔ رواہ ابو شیخ بسند جید۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۳۷۹)

ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقات شرح مشکوۃ ج ۲ ص ۳۲۷، علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فتح الملہم ج ۱ ص ۲۲۲، ہر دونوں بزرگ لکھتے ہیں۔ بسند جید۔

امام العصر الشیخ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ابن حبان وغیرہ کی تخریج صحت حدیث کے لیے دلیل کافی ہے۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۵۸)

اس حدیث کی سند جو سدی صغیر پر مشتمل ہے اس کو بوجہ راوی مذکور کے کمزور کہا جائے گا اور جس سند میں یہ راوی نہیں وہ کمزور نہیں ہے۔ (ماہنامہ دار العلوم تعلیم القرآن راولپنڈی ص ۴۸، اکتوبر ۱۹۶۷ء بحوالہ تسکین الصدور ص ۳۲۵)

مسلک بانی دار العلوم قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

جب کوئی رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتا ہے۔ تو خداوند کریم ﷺ آپ ﷺ کی روح پر فتوح کو اس حالت استغراق فی ذات اللہ وتجلیات اللہ سے جو بوجہ محبوبیت ومحبیت تامہ آپ ﷺ کو حاصل رہتی ہے۔ اپنے ہوش عطا فرما دیتا ہے۔ یعنی مبدأ انکشاف نبوی کو جو انبساط الی اللہ حاصل تھا۔ مبدل بانقباض ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے ارتداد علی النفس حاصل ہوتا ہے اور اپنی ذات وصفات اور کیفیات اور واقعات متعلقہ ذات وصفات سے اطلاع حاصل ہو جاتی ہے سو چونکہ سلام اتیاں بھی من جملہ وقائع متعلقہ ذات خود ہیں۔ اس لیے اس سے مطلع ہو کر بوجہ حسن اخلاق ذاتی جواب سے مشرف فرماتے ہیں۔ (آب حیات ص ۱۷۵)

مسلک قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۲)

مسلک اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ

"ان الصحابة سالوا بيان كيفية العرض بعد اعتقادهم بانه كائن لا محالة لقول الصادق رفعا للاشتباه ان العرض هل على روح المجرد على المتصل بالجسد" (حاشیہ ابوداؤد)

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس یقین کے بعد کہ لامحالا آپ ﷺ پر درود پیش کیا جائے گا۔ کیونکہ صادق ﷺ کا فرمان ہے محض شک دور کرنے کے لیے عرض صلوۃ کی کیفیت دریافت کی، کہ آیا صرف روح مبارک پر پیش کیا جائے گا۔ یا روح جو جسم سے متصل ہو، یعنی اگر عرض صلوۃ میں آپ ﷺ کے جسم مبارک کا دخل نہ ہوتا۔ تو آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ جواب نہ دیتے۔ "ان الله حرم على الارض" الحدیث (حاشیہ ابوداؤد)

مسلک امام العصر خاتم المحدثین الشیخ سید محمد انور شاہ رحمہ اللہ

"رواه ابو داؤد في رد روحه حين يسلم عليه ليس معناه انه يرد روحه اني انه يحيى في قبره بل توجه من ذالك الى هذا الجانب فهو حي في كلتا الحالتين۔" ترجمہ: ابوداؤد کی روایت میں سلام مسلم کے وقت رد روح کا ذکر آیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کی توسلام مسلم کی جانب توجہ مبذول کرائی جاتی ہے۔ تاکہ جواب دیں حالانکہ سلام مسلم اور اس سے پہلے ہر دونوں حالتوں میں زندہ ہیں۔ (فیض الباری ج ۲ ص ۶۵)

مسلک شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

اگر مزار اقدس کے پاس صلوۃ وسلام عرض کیا جاتا ہے۔ تو روحانی سماع ہوتا ہے۔

مکتوبات کے مرتب مولانا اصلاحی فرماتے ہیں۔ اس گرامی نامہ میں امام العصر نے جو تحقیق فرمائی ہے۔ ایسی تحقیق ہے۔ جو عرفا اور کاملین کا ہی حصہ ہے اور اہل نظر کے لیے اس میں وہ کچھ ہے۔ جواب دوسری جگہ سننے میں نہ آئے گا۔ تحقیق ذیل میں مذکور ہے۔

آنحضرت ﷺ کا زائر کے سلام کو جواب دینا۔ یقینی اور متفق علیہ ہے اور غیر زائر کو جواب دینا، علماء کے نزدیک مختلف فیہ ہے۔ مگر بعض روایات کی بنا پر علماء نے جمع کی یہ صورۃ بیان فرمائی ہے کہ سلام غائب کی صرف بذریعہ ملائکہ تبلیغ ہوتی ہے اور سلام حاضر کی تبلیغ بھی ہوتی ہے۔ اور سماع بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا قرب سے صلوۃ وسلام کو ترجیح اور فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ زائر کی آواز کا آنحضرت ﷺ کے گوش مبارک تک پہنچنا بڑی شرف اور مجد کی بات ہے۔ (مکتوبات ج۱ ص ۲۴۳)

مسلک حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

خود حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ مروی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے۔ اس کو میں خود سن لیتا ہوں اور جو شخص دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچائی جاتی ہے۔ بذریعہ فرشتوں کے۔ پھر آگے لکھتے ہیں۔ کہ سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ اور سلام کا جواب دینا تو دائما ثابت ہے۔ (نشر الطیب ص ۱۸۴)

مسلک محدث اعظم مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ

"فاذا بلغه سلام احد من الامة رد الله روحه المطهرة من تلك الحالة الى رد من سلم عليه"

ترجمہ: جب آپ ﷺ کو کسی امتی کا سلام پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی روح مبارک کو اس طرف سے سلام کہنے والے کے سلام کے جواب دینے والے کے لیے متوجہ فرما دیتا ہے۔ (بذل المجہود ج ۳ ص ۲۰۷)

حضرت محدث اعظم دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔ ''فھی دائما تعرض علیہ بواسطۃ الملائکۃ الا عند روضہ فیسمعہا بحضرتہ'' ترجمہ: صلوۃ ہر وقت پیش کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ پر ملائکہ کے ذریعہ مگر روضہ اقدس پر حاضر ہونے والے کی صلوۃ کو خود سنتے ہیں۔ (بذل المجہود ج ۱ ص ۱۶۰)

تذکرہ خلیل میں ہے۔ آنحضرت ﷺ حیات ہیں۔ لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہیے مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پشت آواز سے سلام عرض کیا جائے۔ اس کو حضرت ﷺ سنتے ہیں۔ (تذکرۃ خلیل ص ۳۰۷)

مسلک فقیہ النفس مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی ﷫

حضرت مفتی صاحب کے شاگرد رشید مولانا محمد عبدالغنی صاحب نے مبتدع اور اہل سنت والجماعت کے مابین متنازعہ فیہ مسائل پر محققانہ انداز میں ''الجنۃ لاھل السنۃ'' نامی رسالہ میں بحث کی ہے۔ حضرت مفتی صاحب اس رسالہ کا تعارف ان الفاظ میں کراتے ہیں۔ میں نے رسالہ ''الجنۃ لاھل السنۃ'' کو دیکھا۔ فاضل مؤلف عزیز محترم مولوی عبدالغنی صاحب سلمہ نے ان تمام مسائل کی پوری تحقیق فرما کر جن کی وجہ سے ہندوستان کے مقدس علماء کی جماعت کو دوسرے لوگ وہابی کے نام سے یاد کرتے ہیں اور عامۃ المسلمین کو ان کی طرف سے غلط فہمیوں میں مبتلا کر کے نفرت دلاتے تھے۔ مسلمانان ہندوستان پر احسان عظیم کیا ہے۔

منصف مزاج: اس کتاب کے مطالعہ کے بعد منصف مزاج مسلمان کسی دھوکہ میں نہیں آئیں گے اور ان کو اتباع سنت کی سعادت نصیب ہوگی۔ (الجنۃ لاہل السنۃ ص ۱)

نوٹ: مفتی اعظم ہند کے تائیدی کلمات سے ان کے مسلک پر روشنی پڑتی ہے۔ مجوزہ مسائل میں سے مسئلہ سماع آنحضرت ﷺ بھی ہے۔ جس کو مولانا عبدالغنی صاحب نے اچھے انداز میں تحریر فرمایا ہے۔

''جمہور علماء اہل السنت والجماعت نے اتفاق کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ پر صلوۃ وسلام ملائکہ کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔ بیہقی شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت کرتے ہیں۔'' قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عند قبری سمعتہ من صلی علی نائیا ابلغتہ'' اور ابن حجر مکی ﷫ شرح ہمزیہ میں لکھتے ہیں۔'' اذا صلی و سلم علیہ عند قبرہ سمعہ سماعا حقیقیا و یرد علیہ من غیر واسطۃ و ان صلی و سلم علیہ من بعید لا یسمعہ الا بواسطۃ یدل علیہ احادیث کثیرۃ'' اور شیخ عبدالحق ﷫ ترجمہ مشکوۃ شریف میں لکھتے ہیں۔

''سلام زائراں بنفس شریف خود بے واسطہ سماع فرمایند و رد سلام نمایند و دیگراں بوساطت ملائکہ سیاحین بود۔''

اور امام احمد مجتہد سے تقی الدین سبکی ﷫ نے اپنی کتاب ''شفاء السقام'' میں اس کے علاوہ بہت سی احادیث نقل فرمائی ہیں۔ ان تمام احادیث کا حاصل مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک جماعت ملائکہ سیاحین فی الارض کی اللہ عزوجل نے اس لیے مقرر کی ہے۔ کہ میری وفات کے بعد میرے امتی کے درود وسلام مجھ تک پہنچائیں اور حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص میری قبر کے پاس آ کر درود وسلام مجھ پر کہتا ہے۔ میں خود بلا واسطہ سن لیتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔ جو دور سے درود وسلام بھیجتا ہے۔ اس کو خود نہیں سنتا۔ لیکن فرشتوں کے ذریعے سے

اس کو میرے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔" (الجنۃ لاہل السنۃ ص ۹۹)

ثانی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نداء خطاب کے مسئلہ پر بحث فرماتے ہوئے۔ نواب صدیق حسن بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ سے تائید نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔" ومنها انها سبب لرد النبی ﷺ علی المصلی والمسلم علیه کما ورد بسند حسن بل صححه النووی فی الاذکار وغیره، انتهی ملتقطا" نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ صلوۃ وسلام کے فوائد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ صلوۃ وسلام کا سماع نبی کریم ﷺ کے جواب کا سبب ہے۔ ہاں اس خیال اور اعتقاد سے ندا کرنا آنحضرت ﷺ کی روح مبارک مجلس مولود میں آتی ہے۔ اس کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں۔ کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے۔ اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل السنت والجماعت کا مذہب ہے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۶۰)

مسلک حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ، قاضی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ، قلعہ دیدار سنگھ اور مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

ہر چار بزرگون نے مل بیٹھ کر فیصلہ کیا اور امت کو انتشار سے بچانے کی سعی کی، اور اکابر علماء دیو بند کثر اللہ سوادھم کے مسلک کو مسخ کرنے والوں نے جو سعی لا حاصل کی تھی (یعنی مسخ مسلک علماء دیو بند) ان کے منصوبہ کو متفقہ عبارت پر دستخط کر کے خاک میں ملا دیا۔ عبارت ذیل میں درج ہے۔

"وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ وقبر شریف میں بتعلق روح حیات حاصل ہے۔ اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ ﷺ صلوۃ وسلام سنتے ہیں۔"

دستخط: احقر محمد طیب نزیل راولپنڈی، نور محمد قلعہ دیدار سنگھ، محمد علی جالندھری عفا اللہ عنہ، لاشئی غلام اللہ خاں، ۸ محرم الحرام ۸۲ ۱۳ھ/ ۲۲ جون ۱۹۶۲ء، (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بابت ماہ اگست ۱۹۶۲ء)

حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ومولانا قاضی نور محمد صاحب، ہر دونوں حضرات نے عہد کیا کہ سماع وحیاۃ النبی ﷺ والی تحریر پر دستخط کرائیں گے۔ سید عنایت اللہ شاہ صاحب سے اس تحریر پر دستخط کرائیں گے۔ جس پر ہم نے دستخط کئے ہیں۔ اگر سید عنایت اللہ شاہ اس پر دستخط نہ کریں گے۔ تو ہم مسئلہ حیات النبی ﷺ میں اس تحریر کی حد تک ان سے برأت کا اعلان کر دیں گے۔

دستخط: نور محمد قلعہ دیدار سنگھ، لاشئی غلام اللہ خان، ماہنامہ تعلیم القرآن بابت ماہ اگست ۱۹۶۲ء ص ۲۵

شیخ القرآن کا فتویٰ

بخدمت جناب واجب الاحترام، ذی الشرف بین الانام شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب مدظلہ العالی،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

المرام آنکہ ہمارے علاقہ میں ایک عالم صاحب نے یہ مسئلہ فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر اطہر پر جا کر درود وسلام پڑھنا اور عقیدہ رکھنا کہ آنحضرت ﷺ بذات خود سنتے ہیں۔ یا سن رہے ہیں۔ بالکل صریح شرک ہے قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا میرے نزدیک کافر اور مشرک ہے۔

جناب والا! آپ کا کیا عقیدہ ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں۔ (ملخص)

"الجواب وھو الموفق للصواب"

کتب فقہ حنفی اور احادیث سے ثابت ہے کہ عند القبر بذات خود حضور ﷺ درود وسلام سنتے ہیں۔ سلف اہل سنت والجماعت میں اس کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ایسے عقیدے والے کو کافر ومشرک کہنا بڑی دلیری ہے۔ العیاذ باللہ، اور سلف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔"ھذا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب"

(عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن، راجہ بازار راولپنڈی، مہر دارالعلوم تعلیم القرآن، ۲۲ صفر ۱۳۹۶ھ)

الجواب صحیح: لاشئ غلام اللہ خان، ۲۵ صفر ۱۳۹۶ھ جواب درست ہے۔ تا کارہ خلائق غلام ربانی۔ (فوٹو کاپی محفوظ ہے۔)

سوال نمبر ۱: جو شخص کشف سیکھے یا سکھلائے یا خود کرے اور اس کو جائز سمجھے وہ بالکل کافر ہے۔ جیسا کہ مرزائی کافر ہیں۔

سوال نمبر ۲: جو شخص نبی کریم ﷺ کو روضہ اطہر میں زندہ باشعور سمجھے یا یہ عقیدہ رکھے۔ نبی کریم ﷺ روضہ اطہر پر حاضری کے وقت خود درود وسلام سنتے ہیں۔ اس عقیدہ والا بھی کافر ہے۔

سوال نمبر ۳: جو شخص درود وسلام پڑھے وہ بذریعہ فرشتے نہیں پہنچایا جاتا۔ (محمد یوسف جلوال ۳۰،۳،۱۹۷۸)

"الجواب واللہ الموفق للصواب"

نمبر ۱: سادات دیوبند کشف قبور کے قائل ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ﷫ اور حضرت تھانوی ﷫ ودیگر حضرات علماء دیوبند کی تصریح ان کی کتابوں میں موجود ہے اور ہم بھی اس کے قائل ہیں۔ اس کا انکار صحیح نہیں ہے اور قائل کو کافر کہنا بہت بڑی جہالت ہے۔

نمبر ۲: روضہ اطہر پر حاضری کے وقت پیغمبر ﷺ خود سنتے ہیں۔ جمہور امت اس پر متفق ہے اور سادات دیوبند کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ اس کا انکار بھی جہالت ہے اور قائل پر کفر کا فتویٰ جاہلانہ جسارت ہے۔

نمبر ۳: یہ بھی جہالت ہے کہ علماء دیوبند کا یہ مسلک نہیں۔ ایسے شخص کی تقریر سننا سخت گناہ ہے۔ اہل ایمان پر لازم ہے کہ اپنا ایمان محفوظ رکھے اور ایسی صحبت سے پرہیز کرے۔"ھذا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب"

عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن، راجہ بازار راولپنڈی، ۳ جمادی الاول ۱۳۹۸ھ (ہمارے پاس فوٹو کاپی محفوظ ہے)

مسلک شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غور غشتوی

خلیفہ اعظم رئیس الموحدین مولانا حسین علی صاحب "اگر قبر کے پاس کوئی مسلمان درود شریف جہراً سلام ڈالے تو حضور اکرم ﷺ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں اور اگر کوئی دور سے درود شریف پڑھے تو فرشتے رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچاتے ہیں۔ میں اس مسئلے کو حق اور صحیح سمجھتا ہوں۔ احادیث شریف فقہاء عظام، سلف صالحین سے بھی اس مسئلے کی حقانیت اور صحت ثابت ہے۔ میں نے مولانا حسین علی صاحب سے اس مسئلہ میں کبھی اختلاف نہیں سنا اور نہ کبھی ان سے پوچھا تھا۔ یہ تو اہل سنت والجماعت کا متفقہ حق مسئلہ ہے۔ (مقام حیات ص ۲۷۰)

حضرت مولانا نور محمد تونسوی حاشیہ مشکوٰۃ شریف ج ا ص ۹۳ پر لفظ سمعتہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔" سمعا حقیقیا بلا واسطۃ" لفظ نائیا کی شرح میں لکھتے ہیں۔ای بعیدا۔ (بحوالہ تسکین الصدور ص ۳۳۲)

مسلک برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ

حضرت کو ایک پاکستانی نے خط لکھا، کہ آپ مسئلہ سماع انبیاء کے بارے میں تحریر فرمائیں، آپ کی تحریر فیصل ثابت ہوگی، حضرت والا نے جوابا لکھا۔ جن لوگوں کو اس ناکارہ کے جملہ اکابر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ قدس سرہ سے لے کر حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ تک کی تحریرات قابل قبول نہیں وہ اس ناکارہ کی تحریر کو کیا قبول کر سکتے ہیں۔ نمبروار سوالات کے جوابات بھی لکھے۔

سوال نمبر ۵: کا جواب دیا۔ جو شیخ رحمہ اللہ حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر کے پاس کھڑا ہو کر درود پڑھے۔ حضور اقدس ﷺ اس کو سنتے ہیں۔" من صلی عند قبری سمعتہ " نص صریح ہے۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔ سندہ جید، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ مستقل قاصد مدینہ پاک بھیجا کرتے تھے۔ تاکہ قبر اطہر پر سلام پہنچائے۔ اگر کوئی فرق نہیں تھا تو ان کا یہ فعل عبث تھا۔ فقط، (مقام حیات ص ۲۶۱)

مسلک مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی شیخ الحدیث، جامعہ اشرفیہ لاہور

مزار مبارک پر جو شخص حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے۔ اس کو خود سنتے ہیں۔ (سیرۃ مصطفیٰ ج ۳ ص ۲۸۴)

مسلک مولانا محمد عبدالخالق صاحب مظفر گڑھی، تلمیذ و خلیفہ حضرت مولانا حسین علی صاحب

سماع انبیاء عند القبور بلا واسطہ کا احادیث سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقریر اور جمہور علماء اہل سنت کے اقوال سے ثابت مانا گیا ہے۔ (تسکین الصدور ص ۲۵)

مسلک شیخ طریقت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی رحمہ اللہ

آنحضرت ﷺ کے ارشاد کا ترجمہ فرماتے ہیں جو کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے۔ اس پر سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (القول المتین، ص ۲۲)

قائد انقلاب اسلامی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ

"حامدا و مصلیا و مسلما"

امابعد! حضرات انبیاء علیہم السلام پر موت کا طاری ہونا قطعی ہے۔ کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔ انک میت وانہم میتون اور قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فانہ قدمات اس کے شاہد و مصدق ہیں۔ لیکن اس میں اختلاف ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی موت سے حیات زائل ہو جاتی ہے۔ یا صرف مستور ہو جاتی ہے۔ یعنی موت رافع الحیات ہے یا ساتر الحیات ہے۔ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ آب حیات میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی موت سے حیات مستور ہوئی ہے۔ زائل نہیں ہوئی۔ آپ کی موت عامۃ المسلمین کی موت سے ممتاز قرار دے کر وضاحت سے لکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے۔ اس میں انقطاع یا تبدل و تغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہونا واقع نہیں ہوا۔ لیکن اکثر محققین کے اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ پر موت بمعنی رفع الحیات طاری ہوئی۔ بہر حال حقیقت موت جو بھی ہو۔ علی اختلاف القولین۔ یہ امر مسلم

ہے کہ آپ ﷺ پر موت طاری ہوئی۔ لیکن ساتھ ساتھ علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلم اور مجمع علیہ ہے۔ بحالت موجود عالم برزخ میں آپ ﷺ جسمانی حیات سے زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کی روح مبارک کا تعلق آپ ﷺ کے جسد عنصری کے ساتھ ایسا قائم کر دیا گیا ہے کہ اسی دنیوی جسد اطہر کے ساتھ جسے اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے۔ تمام افعال وحرکات مثل سمع وبصر وبطش ومشی وکلام وغیرہ پر قادر ہیں۔ یہ عقیدہ کہ آپ ﷺ کا جسد اطہر ساکن صامت قبر مبارک میں صحیح سلامت موجود ہے۔ اس سے افعال وحرکات کا صدور نہیں ہوتا۔ عقیدہ فاسدہ ہے۔ تمام علماء اہل سنت والجماعت اور علماء دیوبند کے مسلک کے خلاف ہے۔ ۲/۲۱/۷۷ ۱۳ھ

الاحقر الافقر ابوالفضل محمود عفا اللہ، خادم الافتاء والتدریس بقاسم العلوم ملتان، بحوالہ القول النقی فی حیات النبی، مؤلفہ مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی،

مسلک شیخ الحدیث مولانا علی محمد صاحب کبیر والا اور حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری، شیخ الحدیث خیر المدارس

''سماع الانبیاء حق وھو مسلک اکابرنا ومسلکنا الحق وشذ من انکر'' سماع انبیاء کرام علیہم السلام قبور کے پاس حق ہے۔ ہمارے اکابر کا مسلک یہی ہے اور یہی مسلک حق ہے۔ منفرد ہے، وہ جو منکر ہے۔

محمد شریف کشمیری، الاحقر الافقر الی الصمد علی محمد صانہ الاحد الی الابد، الثامن جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ۔

اصل تحریر محفوظ ہے۔

متفقہ اعلان

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ، مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی۔

حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور۔

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، شیخ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو اللہ یار سندھ۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان۔

حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحب سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ بہاولپور۔

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، دارالعلوم کراچی۔

حضرت اقدس ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہ محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ فرق یہ ہے کہ احکام شریعت کے مکلف نہیں ہیں۔ لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں۔ روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جائے۔ بلاواسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت

والجماعت کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں تصریحات موجود ہیں۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی ﷫ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء پر ''آب حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب جو کہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے ارشد خلفاء میں ہیں۔ ان کا رسالہ المہند علی المفند بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے۔ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ دستخط جملہ اکابر مرقومۃ الاسماء (مقام حیات ص ۲۷۲)

اعلان برأت

فتویٰ نمبر ۲۴/۱۷ رسالہ تنبیہ الغافلین علی اقوال الخادمین پر جو تقریظ ہے۔ جسے بعنوان فتویٰ منجانب خطباء اہل سنت ڈیرہ شائع کیا گیا۔ یہ عبارت میری ہے۔ میں اب بھی اس کا قائل ہوں۔ کہ اگر روضہ اقدس پر صلوۃ وسلام پڑھا جائے تو آپ ﷺ خود سنتے ہیں۔ بلکہ جمیع اہل سنت والجماعت اس کے قائل اور مثبت ہیں اور اکابر دیوبند کا یہی عقیدہ ہے۔ جو شخص اس عقیدے کو عقائد شرکیہ یا بدعیہ میں شمار کرتا ہے وہ بالکل جاہل ہے اور پرلے درجہ کا احمق اور ملحد ہے۔ وہ حقیقت شرک سے قطعاً ناآشنا ہے مسلمانوں کو ایسے شخص سے دور رہنا چاہیئے۔

اب میں علی وجہ البصیرت بتائید مفتیان خیر المدارس اور قاسم العلوم ملتان۔ مذکورہ بالا کی اشاعت کی اجازت دیتا ہوں۔ جو اس کے خلاف میری طرف منسوب کر کے شائع کیا جائے۔ اسے غلط سمجھیں۔

میری طرف منسوب کر کے اعلان برأت کے عنوان سے جو تحریر شائع کی گئی ہے۔ حدیث ''من صلی علی عند قبری سمعتہ'' کی ایک سند کے بارے میں فنی بحث تھی۔ لیکن کسی حدیث کی سند کا متکلم فیہ ہونا اس کے مضمون کے بطلان کی دلیل نہیں۔ خود ابن عبدالہادی نے اس حدیث کے مضمون ومعنی کو صحیح قرار دیا ہے۔ (الصارم المنکی ص ۱۰۳)

اور یہ بھی تسلیم کیا ہے۔ حضور پاک ﷺ کی قبر کے پاس سے سلام خود سنتے ہیں۔ (الصارم المنکی ص ۳۸۲)

علامہ شوکانی اسی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ''ثم حکم ابن عبد البر مع ذالک بصحتہ لتلقی العلماء لہ بالقبول۔'' (نیل الاوطار ج ۱ ص ۲۴)

پھر ابن عبدالبر نے اس بحث کے باوجود یہ فیصلہ دیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس لیے تمام علماء نے قبول کیا ہے۔

محمد شریف کشمیری شیخ الحدیث وصدر مدرس خیر المدارس ملتان، ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

تحریر صحیح، محمد اسحاق عفا اللہ عنہ، محمد شریف جالندھری مہتمم خیر المدارس ملتان، نائب مفتی قاسم العلوم ملتان،

حضور پاک ﷺ کے روضہ اقدس پر جو شخص صلوۃ وسلام پڑھتا ہے۔ آپ ﷺ خود سنتے ہیں۔ سب اکابر دیوبند کا یہی مسلک ہے۔ فقط واللہ اعلم، بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان، ۲۶/۶/۱۴۰۰ھ

احقر محمد انور نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔ (مذکورہ بالا فتویٰ رجسٹر نقول فتویٰ خیر المدارس میں محفوظ ہے۔) استفتاء نمبر ۱۹۹۸۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک علیین میں ہے اور آپ ﷺ کا اپنی قبر اور جسد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہذا آپ ﷺ کی قبر پر درود وسلام پڑھا جائے۔ تو پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے لیکن آپ ﷺ سنتے نہیں۔ کیا ایسا عقیدہ صحیح ہے؟ کہ نہیں اور غلط ہونے کی صورت میں بدعت سیئہ ہے یا نہیں اور ایسے عقیدے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟ ''بینوا توجروا''

الجواب

آنحضرت ﷺ اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود ہیں اور حیات ہیں۔ آپ ﷺ کے مزار کے پاس کھڑے ہو کر جو سلام کرتا ہے اور درود شریف پڑھتا ہے۔ آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ ہمارے کان نہیں کہ ہم سنیں۔ آپ ﷺ اپنے مزار میں حیات ہیں۔ مزار مبارک کے ساتھ آپ ﷺ کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہ ہے۔ جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے۔ وہ بدعتی ہے۔ خراب عقیدے والا ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ ''ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء'' الحدیث۔ ''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ ﷺ من صلّی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلّی علیّ بعیدا علمتہ'' رواہ ابو شیخ وسندہ جید۔ (القول البدیع ص ۱۵۴)

''عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم احیاء فی قبورھم یصلون رواہ ابن عدی والبیہقی'' (شفاء السقام ص ۱۷۹)

دو تین حدیثیں نقل کر دی ہیں۔ اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔ جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور جو انکار کرتا ہے۔ بدعتی اور خارج اہل السنۃ والجماعۃ ہے۔ غرض پڑھنے والوں کو ثواب بھی پہنچتا ہے اور مزار مبارک کے قریب پڑھنے سے آپ ﷺ سنتے بھی ہیں اور حیات ہیں۔ ''واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب''

کتبہ مہدی حسن مفتی دار العلوم دیوبند، مہر دار العلوم دیوبند ۳/۵/۷۶ ۱۳ھ

الجواب صحیح: جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور، ۲۱ شوال ۷۶ ۱۳ھ

اصاب المجیب واجاد: محمد ضیاء الحق کان اللہ لہ، جامعہ اشرفیہ لاہور۔

الجواب صواب: محمد رسول خان عفا اللہ عنہ، مولانا سرفراز خاں صاحب نے بھی دستخط فرمائے۔

غور فرمائیں کہ دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی صاحب مرحوم مغفور اور حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی اور استاذ الکل حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب رحمہ اللہ نے ایسا عقیدہ رکھنے والے کو اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج اور بدعتی قرار دیا ہے۔ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کے فتویٰ کے چند حوالے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر ۱: بدعتی کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب: بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ فقط کذا فی رد المحتار باب الامامت۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۱۱۸ طبع جید برقی پریس دہلی)

سوال نمبر ۲: بدعتی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب: مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ (ج ۳ ص ۱۱۳)

سوال نمبر ۳: اور بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے۔ جب کہ دوسری جگہ متبع سنت امام موجود ہے۔

(ج ۳ ص ۹۳، تسکین الصدور ص ۴۱، ۴۲، ۴۳)

نوٹ: جو لوگ اکابر علماء دیوبند کے نظریات سے ہٹ گئے ہیں۔ خلاف عقائد عقائد ہیں وہ اہل بدعت ہیں اہل السنۃ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے عقائد ونظریات سے محفوظ رکھے۔ آمین!

حضرت مولانا عبید اللہ انور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے متعلق حضرات علماء دیوبند کثر اللہ تعالیٰ سوادھم کا عقیدہ یہی ہے کہ جب کوئی شخص آپ کے روضہ اطہر پر حاضری کے دوران آپ کے حضور ہدیہ سلام پیش کرتا ہے تو آپ ﷺ خود سنتے ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ اس دور میں ان قدوسی صفات بزرگوں کا نام لے کر بعض گمراہ کن نظریات پھیلاتے ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا ان حضرات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان حضرات کا معاملات میں صحیح نظریہ وہی ہے۔ جو المہند علی المفند میں موجود ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ ہم اسی کو صحیح دین سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر استقامت نصیب فرمائے۔ تنبیہ الغافلین۔ احقر عبید اللہ انور

استفتاء

نمبر ۱: قرآن مجید میں بیان کردی عقائد کے لیے تشریح رسول کی ضرورت نہیں۔

نمبر ۲: اللہ فرمائیں مردے نہیں سنتے۔ رسول کہے جی سنتے ہیں۔ کیا؟ رسول خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے۔

نمبر ۳: اللہ فرمائے اے رسول آپ کو ان کے اعمال کا پتہ نہیں۔ یہ کہتے ہیں قریب سے سنتے ہیں۔

نمبر ۴: موت کے بعد سماع انبیاء اور خواب میں رویت انبیاء یہودیوں کی ایجاد ہے۔

نمبر ۵: درود وسلام عند القبر سنا من گھڑت قصہ ہے۔

نمبر ۶: سماع اموات کا مسئلہ توحید کے راستوں میں رکاوٹ ہے۔ ملخص

یہ تمام عقائد ''اربعین احادیث دعوت الارشاد اربعین آیات'' مؤلفہ مولوی اللہ بخش، مؤید عنایت اللہ شاہ گجراتی، میں موجود ہیں۔

نمبر ۷: ''من صلّی علیّ عند قبری سمعتہ'' حدیث موضوع ہے اس پر عمل خدام الشیطان سے تمغہ حاصل ہو جائے گا۔

نمبر ۸: نبی کریم ﷺ درود وسلام نہ قریب سے سنتے ہیں اور نہ دور سے پہنچایا جاتا ہے۔

نمبر ۹: سیدنا ابو ہریرہ ﷜ غیر معروف الفقہ والحدیث ہے۔

نمبر ۱۰: انبیاء ﷩ کے اجساد محفوظ ہونے کی کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ ہمارا دعویٰ ہے کہ اجساد محفوظ ہیں۔ اقامۃ، ملخص

نمبر ۱۱: قبر اس گڑھے کا نام نہیں جس میں انسان دبایا جاتا ہے۔ ملخص

مولوی محمد حسین نیلوی، ممبر اشاعت التوحید

کیا یہ عبارات مذہب اہل سنت وعلماء دیوبند کے مطابق ہیں؟ یا مخالف۔ نیز اس قسم کے عقائد رکھنے والے گمراہ ہیں یا اہل سنت؟ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی احقر محمد حبیب اللہ مدرس دار العلوم مدرسہ نعمانیہ شہر ڈیرہ اسماعیل خان

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

جواب نمبر ۱: یہ بات کہ ہم عقائد کی تشریح میں رسول اللہ ﷺ کے محتاج نہیں ہیں۔ غلط ہے اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے اقوال کے بھی حجت بتایا ہے۔ ''وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم'' (النحل: ۴۴) نیز رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یعلمھم الکتاب والحکمۃ' بھی فرمایا ہے۔ احادیث بھی وجوب عمل میں قرآن کے حکم میں ہے عقائد کا ثبوت احادیث سے بھی ہوتا ہے۔ عذاب قبر کے بارے میں شرح عقائد میں مذکور عقائد اکثر احادیث سے ثابت ہیں۔

نمبر ۲: اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: کی مردے نہیں سنتے بلکہ ''ان اللہ یسمع من یشاء'' میں سننے کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے۔ صحیح روایات کو موضوع کہنا باطل ہے۔

نمبر ۳: یہ خود آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں قریب سے درود سنتا ہوں اور بعید سے فرشتے درود پہنچاتے ہیں۔

نمبر ۴، ۵: سماع انبیاء علیہم السلام یہودیوں کی ایجاد نہیں۔ بلکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ''اخرج ابو الشیخ فی کتاب الثواب بسند جید بلفظ من صلّی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلّی علیّ غائبا بلغتہ'' (فتح الباری پ ۱۳ ص ۲۷۹)

دیگر بہت سے ائمہ کبار رحمہم اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

نمبر ۶: سماع موتی میں علماء کا اختلاف ہے اگر سماع اموات ثابت بھی ہو تو توحید میں رکاوٹ نہیں۔ بلکہ توحید کی تائید ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک سنانے والے ہیں۔

نمبر ۷: صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ قریب سے سنتے ہیں اور بعید سے فرشتے پہنچاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ دو شخص آنحضور ﷺ کے روضہ اقدس کے سامنے آواز بلند کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلوایا اور پوچھا کہاں کے ہو کہنے لگے۔ طائف کے۔ فرمایا، اگر اہل مدینہ سے ہوتے تو میں سزا دیتا۔ جب کوئی شخص دیوار میں کیل لگاتا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ آپ کیوں آنحضور ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں۔

نمبر ۸: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہرزہ سرائی کرنا غلط ہے۔ نیز یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ کمافی جذب القلوب۔

نمبر ۹: انبیاء کے اجساد کی حفاظت کی حدیث صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور قاضی شوکانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ استشفاع بمعنی توسل جائز ہے۔

نمبر ۱۰: قبر اس گڑھے کا نام ہے جس میں مردہ دفن ہو۔ اس پر تخفیف عذاب کے لیے آنحضور ﷺ نے شاخیں رکھی ہیں۔ جس شخص کے یہ عقائد ہوں ان کے پیچھے مبتدع ہونے کی وجہ سے نماز مکروہ ہے۔ کمافی الشامی والدر مختار۔

کتبہ، رضاء الحق عفا اللہ عنہ، دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

الجواب، ولی حسن مہر المفتی ولی حسن رئیس، دارالافتاء الجامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

مہر جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی

سماع انبیاء علیہم السلام کے منکروں کا فتنہ ۱۳۷۴ھ کے بعد ظہور پذیر ہوا۔ بلاخوف تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے۔ تقریباً ۱۳۷۴ھ تک اہل السنت والجماعت کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور عند القبر صلوۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث وتفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی، علم کلام کی یا علم تصوف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی۔ کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔

''من ادعی خلافه فعلیه البیان ولا یمکنه ان شاء الله تعالیٰ الیٰ یوم البعث والجزاء والمیزان''

(تسکین الصدور ص ۲۸۲) ''اعدل الاقوال فی سماع عام الاموات سماع عامة الاموات عند القبور'' کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے ہمارے زمانے تک مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ علماء فقہاء نے بڑی بڑی بحثیں کی ہیں۔ ہر دونوں جانب سے دلائل ذکر کئے گئے۔ مگر تین مواقع میں سماع کا کوئی منکر نہیں۔

(بدر والوں کا سماع، جوتوں کی آہٹ، سلام کا سماع) یہ امر مسلم ہے۔ جس مسئلہ میں شاگردان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختلاف ہو جائے۔ وہ مسئلہ نہ تو منصوص ہو سکتا ہے۔ اور نہ اس کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اس کو ایمان وکفر کی مدار سمجھے بغیر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ جیسے کہ مختلف فیہ مسائل میں ہوتا ہے۔ ہم یہاں اکابر علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم کے چند حوالے ذکر کئے دیتے ہیں۔ جس سے مسئلہ کی ہر دونوں جانب معلوم ہو سکتی ہے۔

ارشاد گرامی امام العصر خاتم المحدثین مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

موتی سماع سلام کے قائل بھی مسلمان ہیں۔ ''اقول والاحادیث فی سمع الاموال قد بلغت مبلغ التواتر فالانکار فی غیر محله سنما اذا لم ینقل عن احد من ائمتنا'' (فیض الباری ج ۲ ص ۴۶۷)

میں کہتا ہوں احادیث سماع اموات کے بارے میں تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔ انکار کی کوئی وجہ نہیں جب کہ ہمارے اماموں (ابوحنیفہ رحمہ اللہ، ابو یوسف، محمد) سے انکار منقول ہی نہیں۔ لہٰذا ہم کیوں انکار کریں کہ مردے سنتے نہیں۔

نوٹ: اسی عبارت کے ہم معنی عرف شذی ص ۴۸۳ میں حضرت شاہ صاحب کا فرمان موجود ہے۔

ارشاد گرامی شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ

''اعلم ان سماع الموتی ثابت فی الجملة بالاحادیث الکثیرة الصحیحة'' ترجمہ: سماع موتی فی الجملہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ (فتح الملہم ج ۲ ص ۴۷۹)

ارشاد گرامی مفتی اوّل دیوبند مولانا عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ

الجواب: سماع موتی میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہے۔ بہت سے ائمہ

سماع موتی کے قائل اور حنفیہ رحمہ اللہ کی کتب میں بعض مسائل ایسے مذکور ہیں۔ جن سے عدم سماع موتی معلوم ہوتا ہے۔ مگر امام صاحب سے کوئی تصریح اس بارے میں نقل نہیں کرتے اور استدلال عدم سماع کا آیت انک لا تسمع الموتی وغیرہ آیت سے کرتے ہیں اور مجوزین سماع کا استدلال حدیث اور ما انتم وباسمع حدیث سماع قرع النعال۔

اور آیت مذکور کا یہ جواب دیتے ہیں کہ نفی سماع قبول کی ہے۔

غرض یہ کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور قول فیصل ہونا دشوار ہے۔ بس عوام الناس کو سکوت اس میں مناسب ہے۔ جب علماء کو بھی اس میں تردد ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ج ۵ ص ۳۶۱)

مسلک مفتی اعظم ہند مولانا محمد کفایت اللہ صاحب

سوال۔ سماع موتی محققین علماء کے نزدیک ہے یا نہیں۔

جواب ۱۹۵۔ مسئلہ سماع موتی قرون اولیٰ سے مختلف فیہ چلا آتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی اس میں اختلاف تھا۔ ان صحابہ کے بعد بھی ہمیشہ علماء اس میں مختلف رہے۔ اکثر صوفیہ سماع موتی کے قائل ہیں۔ لیکن علماء حنفیہ کے ہاں ثابت نہیں۔ ہاں میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس قدر حیات اس میں ڈالی جاتی ہے کہ وہ آرام یا تکلیف محسوس کر سکے۔ (بالحذف عبارات العربی)

تاہم کسی فریق کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے فریق کی تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کر سکے۔ کیونکہ اس صورت میں مسئلہ قرون اول میں بھی مختلف فیہ تھا۔ اس تضلیل و تفسیق کا اثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچے گا۔ لاشک فی فساد۔
(کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۹۶، ۱۹۷)

مسلک حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ

بعض احادیث میں مردوں کا سننا قریب جگہ سے نہ کہ بعید سے وارد ہے۔

اس لیے بعض علماء نے آیت میں کہا ہے کہ مراد سماع منفی سے سماع نافع ہے۔ (بیان القرآن ص ۷۵۴)

مسلک شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ

سماع موتی کا مسئلہ زمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔ یہ مسئلہ اعتقادیات ضروریہ میں سے نہیں۔ جن کی نفی یا اثبات پر کفر و اسلام کا مدار ہے۔ یہ ایک علمی و تحقیقی بحث ہے۔ جس میں بحث و تمحیص اور نظر و تحقیق کی گنجائش ہے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دو رائیں رہی ہیں۔ (تفسیر جواہر القرآن سورۃ روم)

مفتی اعظم پاک و ہند مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمہ اللہ

اعدل الاقوال اور اصح و مختار یہ ہے۔ جن جن مواضع میں میت کا کلام وغیرہ سننا منصوص ہے۔ وہاں بلا تامل یقین کیا جاوے۔ باقی عام کلام خطاب کے متعلق کوئی ضابطہ تو نہیں کہ ضرور سنتے ہیں۔ لیکن نہ سننا بھی ضروری نہیں۔ اگر حق تعالیٰ چاہیں تو سنا دیں۔ غرض ایسی حالت میں جیسے زندگی میں بطور جریان عادت سننا ضروری ہوتا ہے۔ (امداد المفتین ج ۵ ص ۲۰۱)

نوٹ: اکابر علماء دیوبند کے چند حوالے پیش کر دیئے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ یہ مسئلہ مدار ایمان وکفر نہیں ہے۔ اگر اس مسئلہ میں انکار یا اثبات پر ایمان کی بنیاد استوار ہوتی تو یہ حضرات بجائے راہ اعتدال کے فتویٰ کفر دیتے۔ مگر ان اکابر میں کوئی بھی منکر یا مثبت کو فاسق تک نہیں کہتے۔ بلکہ ان مواضع میں جہاں احادیث نبوی ﷺ میں سماع کا ذکر آیا ہے۔ وہاں سماع تعین فرماتے ہیں۔ رشید احمد

محقق العصر مولانا سرفراز خان صاحب کی رائے ملاحظہ ہو

اگر کوئی شخص حضرات سلف صالحین رحمہم اللہ کے مقابلہ میں اپنی رائے پر مصر رہے اور اسی کو حرف آخر سمجھے اس جہاں میں اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ عام سماع موتی کا مسئلہ اگرچہ اختلافی ہے۔ مگر سارے مالکی رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، حنبلی رحمہ اللہ، احناف کی اکثریت اور اکابر علماء دیوبند کثر اللہ جماعتہم کی اکثریت سماع موتی کی قائل ہے۔ اگر سماع موتی کے مسئلہ سے شرک پیدا ہوتا۔ یا منجر (ذریعہ) الی الشرک ہوتا۔ تو یہ اکابر اسلام کبھی سماع کا اقرار نہ کرتے۔ ''انک لاتسمع الموتی'' اور اسی مضمون کی دیگر آیات سے سماع موتی کی نفی ثابت ہوتی۔ تو اکابر قرآن کریم کے خلاف ہرگز نظریہ نہ رکھتے اور اگر اپنے مقام پر سماع موتی کے دلائل وبراہین ثابت ومحقق نہ ہوتے تو یہ اکابر سماع موتی کا کیوں اقرار کرتے؟

ان میں سے ایک ایک بات صراحت کے ساتھ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ حق جمہور کے ساتھ ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا سماع تو اجماعی مسئلہ ہے۔ اس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور علامہ ابن قیم وغیرہ وہ بزرگ ہیں کہ کسی بات سے شرک کا ادنیٰ ترین وہم بھی پیدا ہوتا تو وہ اس کا سد باب کرتے ہیں اور اس کے خلاف محاذ قائم کر دیتے ہیں۔ مگر سماع موتی کا مسئلہ اتنا صاف اور ایسا بے غبار ہے کہ یہ بزرگ اس کے پرزور حامی ہیں چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

''سمع المیت لا اموات من السلام والاقراۃ حق'' مردے کا سلام وقرات کی آوازوں کا سننا حق ہے۔ (اقتضاء الصراط المستقیم ص ۳۷۹)

اس سے معلوم ہوا کہ موتی کا سماع حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف سلام کی حد تک محدود نہیں۔ بلکہ ان کے نزدیک قرآن کریم کی قرات بدستور سنتے ہیں۔ اگر اس سماع میں شرعاً کوئی خرابی ہوتی یا نصوص کے خلاف ہوتا۔ تو موصوف اس کو حق سے کبھی تعبیر نہ کرتا۔ (تسکین الصدور ص ۳۸۴)

عذاب قبر

قبر مراد گڑھا ہے۔ جو زمین میں کھودا جاتا ہے ان میں خواہ کوئی کتنا ہیر پھیر یا تاویل کرے بات بنتی نہیں۔

''ثم اماته فاقبره'' (عبس:۲۱) ''ان الله یبعث من فی القبور'' (الحج:۷) ''وما انت بمسمع من فی القبور'' (فاطر:۲۲) ''حتی زرتم المقابر'' (الہاکم التکاثر:۲) ''فلاتقم علی قبره'' (توبہ:۸۴) ''واذا القبور بعثرت'' (انفطار:۹)

نوٹ: ان تمام آیات میں قبر سے مراد ظاہری قبر ہی ہے۔ نہ کہ عالم برزخ کا کوئی مقام۔

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیسے سے کھودی ہوئی قبر کو قبر کہتے تھے۔ ''عن عثمان رضی اللہ عنہ انه وقف علی قبره بکی حتی یبل لحیته فقیل له تذکر الجنة والنار فلا تبکی وتبکی من هذا وقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان القبر اول منزل من منازل الاخرة فان نجامنه فما بعده ایسر منه وان لم ینج منه فما بعده اشد منه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رأیت منظرا قط الا والقبر افظع منه'' (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ (آپ کا حال یہ تھا) جب وہ کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو بہت روتے۔ یہاں تک کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہوجاتی۔ ان سے پوچھا گیا (یہ کیا بات ہے) کہ جنت و دوزخ کو یاد کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کی وجہ سے اس قدر روتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ بس اگر بندہ اس سے نجات پا گیا۔ تو آگے کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہوگیں۔ اگر قبر کی منزل سے بندہ نجات نہ پاسکا۔ اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت اور کٹھن ہیں۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے۔ کہ نہیں دیکھا میں نے کوئی منظر مگر یہ کہ قبر کا منظر اس سے زیادہ خوفناک اور شدید ہے۔

تشریح: جس کسی قبر سے میرا گزر ہوتا ہے۔ تو قبر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مجھے یاد آجاتے ہیں۔ فکر و غم میں مبتلا کرکے مجھے رولاتے ہیں۔ (معارف الحدیث ج ۱ ص ۱۹۸)

عذاب قبر کہاں ہوتا ہے

''عن جابر رضی اللہ عنہ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی سعد ابن معاذ حین توفی فلما صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووضع فی قبره وسوی علیه سبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسبحنا طویلا ثم کبر فکبرنا فقیل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم سبحت ثم کبرت فقال لقد تضایق علی هذا العبد الصالح قبره حتی فرجه اللہ'' ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب (مشہور انصاری صحابی رضی اللہ عنہ) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ تو ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے جنازے پر گئے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کو قبر میں اتار کر قبر برابر کردی گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ، سبحان اللہ کہا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں) ہم بھی سبحان اللہ، سبحان اللہ کہتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنا شروع کیا۔ (ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں) اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسبیح اور تکبیر کا کیا خاص سبب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی۔ (جس سے اس کو تکلیف تھی) یہاں تک کہ اللہ تعالی نے تنگی کی اس تکلیف کو دور فرما کر کشادگی پیدا فرمادی اور اس کی تکلیف دور کردی۔

تشریح: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور و ممتاز اصحاب کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ غزوہ بدر کی شرکت کی فضیلت اور سعادت بھی انہیں حاصل تھی۔ ۵ھ میں ان کا وصال ہوا اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ستر ہزار فرشتوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی اور آسمان کے دروازے ان کے لیے کھولے گئے۔ باوجود اس کے قبر کی تنگی کی تکلیف سے بھی ان کو واسطہ پڑا۔ اگرچہ فوراً ہی اٹھالی گئی۔ (معارف الحدیث ج ۱ ص ۲۰۰)

تر شاخ بھی اسی قبر ڈالی تھی

"عن ابن عباس ؓ قال مر النبی ﷺ بقبرین فقال انھما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدھما فکان لا یستبرء (فی روایۃ لا یستنزہ) من لا بول واما الاخر فکان یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقھا بنصفین ثم غرز فی کل قبر قالوا یا رسول اللہ لم صنعت ھذا فقال لعلہ ان یخفف عنھما ما لم ییبسا" ترجمہ:
حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر دو قبروں پر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا، کہ دو آدمی ان کی قبروں میں مدفون ہیں۔ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی ایسے گناہ کی وجہ سے یہ عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ جس کا معاملہ بہت مشکل ہوتا بھی جس سے بچنا بہت دشوار ہوتا۔ بلکہ دونوں ایسے ایسے گناہ کی پاداش میں عذاب دیئے جا رہے ہیں۔ جس سے بچنا کچھ زیادہ مشکل نہ تھا۔ ان میں سے ایک کا گناہ تو یہ تھا۔ کہ وہ پیشاب کی گندگی سے بچاؤ کی یا پاک صاف رہنے کی کوشش اور فکر نہیں کرتا تھا اور دوسرے کا گناہ یہ تھا۔ کہ وہ چغلیاں لگاتا پھرا کرتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی ایک تر شاخ لی اور اس کو بیچ سے چیر کر دو ٹکڑے کیا۔ پھر ایک ایک قبر پر ہر ایک ایک ٹکڑا گاڑھ دیا۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے کس مقصد سے کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ امید ہے کہ جس وقت تک شاخ کے ٹکڑے بالکل خشک نہ ہو جائیں ان دونوں کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے۔ (رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: حدیث نے دونوں صاحبوں کے عذاب کا سبب دو چیزوں کو بتایا۔ ایک پیشاب وغیرہ کی نجاست سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی پوری کوشش اور فکر کی جائے۔ جسم اور کپڑوں کے پاک صاف رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ دوسرا چغل خوری جیسی منافقانہ ومفسدانہ عادت سے بچا جائے۔ ورنہ دونوں باتوں میں کوتاہی اور بے احتیاطی کا خمیازہ قبر میں بھگتنا ہوگا۔ (معارف الحدیث ج ۳)

فائدہ: اگر عذاب اس قبر یعنی مدفن میں نہیں ہوتا بلکہ علیین میں ہوتا ہے تو آنحضرت ﷺ کا تر شاخ کا قبر رکھنا فعل عبث ہے۔

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی کی زبان مسلک دیوبند کی ترجمانی

عذاب قبر تواتر سے ثابت ہوا ہے اور بغیر حیات کے ثواب نہیں ہو سکتا۔ اس لیے حیات قبری ہر انسان کے لیے اس قدر یقینی ومتواتر احادیث سے ثابت ہے کہ جس سے عذاب وثواب کا ادراک ہو جاتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں۔

انکار شعور و ادراک اموات اگر کفر نہ باشد در الحاد بودن او شبہ نیست

(فتاویٰ عزیزی ج ا ص ۹۳)

مردوں کے شعور وادراک کا انکار اگر کفر نہیں ہے تو ملحد ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ نیز مفتی صاحب لکھتے ہیں
عذاب قبر سے عذاب برزخ مراد لینا عذاب قبر کا انکار ہے گا۔ (تسکین الصدور ص ۲۳۱، ۲۳۲)

مولانا افغانی صاحب و مولانا بنوری صاحب کا ارشاد

عذاب قبر ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک قبر میں ثواب و عقاب کا تعلق روح اور جسم دونوں کے ساتھ رہتا ہے۔ جسم سے جسم عنصری مراد ہے۔ نہ کہ جسم مثالی جو کہ حقیقی جسم نہیں ہے۔ بلکہ عالم مثال کے آئینہ میں جسم کا عکس ہے۔ "کما صرح بہ المجدد الالف الثانی" اور جیسا کہ کتب فقہ و عقائد میں مذکور ہے کہ "ان المیت اذا مات یکون فی نعیم او عذاب و ان ذالک یحصل لروحہ و بدنہ" (کتاب الروح)

ترجمہ: جب آدمی فوت ہو جاتا ہے۔ نعیم یا عذاب میں ہوتا ہے یہ نعمت و عذاب روح اور بدن دونوں کے لیے ہوتا ہے۔ یہی اکابر دیوبند کا مسلک ہے۔ کاتب الحروف، عبدالکریم عفی عنہ بحکم سیدی افغانی مدظلہ۔

دستخط: مولانا شمس الحق افغانی، مولانا محمد یوسف بنوری، احمد الرحمن غفرلہ، ولی حسن عفا اللہ عنہ

قاضی ثناء اللہ کا ارشاد

"یصح ان یعرض علی الانسان المجموع المرکب من الجسد و الروح مقعد من الجنۃ و النار یحس اللذۃ و الالم و یسمع سلام الزائر" ترجمہ: جنت اور نار والی جگہ جسم اور روح ہر دونوں کے مجموعے پر قبر میں پیش کی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے مردہ کو راحت و عذاب کا احساس ہوتا ہے۔ منکر و نکیر کا جواب دیتا ہے۔ زیارت کرنے والے کے سلام کو سنتا ہے۔

سراج السالکین میاں مسعود احمد کا ارشاد

ہمارے اکابرین کا وہی عقیدہ ہے۔ جو المہند علی المفند میں تحریر کیا گیا ہے۔ اس عقیدہ کے خلاف جو لوگ ہیں۔ وہ علمائے دیوبند سے دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتے۔ ہم اپنے اکابرین کے عقائد پر پابند ہیں۔ جو دستخط کیے گئے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی اپنی جعل سازی ہے۔ بندہ نہ اس جماعت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور نہ ان کے اجلاس میں شریک ہوا ہوں جھوٹ اور بہتان عظیم باندھا ہے۔

مسعود احمد دین پوری

فخر اماثل مفسر قرآن مولانا عبدالعزیز صاحب رکن سابق مرکزی مبلغ اشاعت التوحید والسنہ

جمعیت اشاعت التوحید نے اپنی عالمی کانفرنس ملتان میں امت رسول سے علیحدگی کا ایک اعلامیہ شائع کیا۔ جس میں میرا نام بھی دے دیا۔ مذہبی عوام کو مغالطہ دیا۔ میں نے اپنا مسلک اپنی کتاب دعوت الانصاف میں واضح کر دیا ہے۔ تشدد گروپ کو فریب کاری، مغالطہ نوازی اور کافر سازی کی تکلیف سے اللہ تعالیٰ شفا نصیب فرماوے۔

عبدہ عبدالعزیز شجاع آبادی بانی اقامۃ التوحید والسنہ